محرم اور امام حسینؑ

عاشق اہلبیتؑ مولانا عینی شاہ نظامی صاحب

محرم میں ہوا کیا؟

مجھے کیا کسی اور کو بھی باور نہ ہوگا کہ آج کی دنیا میں کوئی بھی ایسا ہوگا جس کو محرم میں کیا ہوا معلوم نہ ہو۔ یہودی ہوں کہ عیسائی، مسلمان ہوں کہ ہندو، جین ہوں کہ پارسی، یورپی ہوں کہ ایشیائی، جانتے سب ہیں کہ محرم ایک حزنیہ مہینہ ہے۔ مگر کسی کو اس کے اسباب وعلل معلوم ہیں اور کسی کو نہیں، کوئی واقعات ونتائج سے واقف ہے اور کوئی نہیں، کوئی تفصیل سے آگاہ اور کوئی اجمال سے مطلع، کوئی اس حزنیہ کے سارے خط وخال ایک ایک کر کے گنوائے دیتا ہے اور کوئی اختصار کی حد تک جانتا ہے۔ خصوصاً ہندوستان بھر میں کم وبیش ہر قوم وملت کا فرد محرم سے آگاہ اور محرم میں کیا ہوا اس سے واقف ہے۔ ادھر ہلال محرم نظر آیا ادھر خنجر کربلا آنکھوں میں پھر گیا۔ بستی سونی ہوگئی، چہل پہل گئی گزری۔ شہروں پر اداسی چھا گئی، قصبوں پر بیکسی سی طاری ہوگئی۔ آبادیاں سنسان دکھائی دینے لگیں اور مسرتیں ماند پڑ گئیں۔ ہر وہ ہندوستانی انسان جس کے پہلو میں دل اور دل میں درد اور درد میں تاثیر ہو چاند کے دیکھتے دیکھتے محرم کو یاد کرتا ہے اور یاد کے ساتھ رو پڑتا ہے۔ اور چاند دیکھتا تو ہے مگر ڈبڈبائی آنکھوں سے۔ آخر یہ کیوں؟

ہندوستان جب تک مسلمانوں کا رہا اور مسلمان ہندوستان کے براجمان رہے، توپوں کی سلامیوں سے نقاروں کی گونج سے اور شہنائی کی مسرت بیز صداؤں سے بلکہ مبارک سلامت کی خوش آمدید سے ہر نئے چاند کا خیر مقدم کیا جاتا تھا۔ مگر جہاں اسلامی سال نو کا چاند نظر آیا کہ اسلامی ہندوستان پر ایک عالمگیر غم والم کی گھٹا چھا گئی اور ہر طرف اداسی ہی اداسی پھیل گئی۔ توپیں سر ہوتی تو تھیں مگر اظہار غم کے انداز میں، وقفہ وقفہ سے شہنائیاں بجتی تو تھیں مگر سوز کے سروں میں اور نقارے بجتے تو تھے مگر ماتمی رنگ میں بلکہ مبارک سلامت کے بجائے ''امام مددؑ'' کی صدائیں سنی جاتی تھیں۔

وہ گھر جہاں رونا دھونا نحس سمجھا جاتا تھا اس محرم کے چاند پر گریہ گھر بن گئے۔ وہ محل جہاں گریہ وزاری کو شگون بد سمجھا جاتا تھا، آج گریہ وزاری کے مرکز بنے ہوئے نظر آرہے ہیں، ان مکانوں میں جہاں رونے کو برا متصور کیا جاتا تھا آج اس چاند کی وجہ سے صف ماتم بچھائی جاتی ہے۔ ہنسی کی آواز پر ٹوکا جاتا ہے۔ مسرت کے اظہار کو ناگوار سمجھا جاتا ہے اور خوشی اور شادمانیوں کو ناجائز کہا جاتا ہے۔ جہاں کل تک پنج وقتہ نوبت بجا کرتی تھی آج ان ڈیوڑھیوں پر سوز خوانیاں سنی جاتی ہیں۔ امیر ہوں کہ فقیر، حاکم ہوں کہ محکوم، تاجر ہوں کہ اہل حرفہ مسلمان اگر ہیں اور اصلی مسلمان ہیں تو سب کے سب کسی کی یاد میں چشم نم اور کسی کے خیال میں مغموم نظر آتے ہیں۔ سچے فدائی بزم ماتم بچھائے اور مجالس عزا مل جائے، صبح ہو کہ شام، ہر وقت مصروف آہ وبکار ہتے اور ہر گھنٹہ ہائے وائے کیا کرتے ہیں۔ علماء مسجدوں میں امراء اپنے دیوان خانوں میں اور فقراء اپنی خانقاہوں میں کسی مظلوم کی یاد میں روتے رلاتے ہائے وائے کرتے محرم گزارا کرتے ہیں۔ مسلمان مسلمان اگر ہیں تو ان کے دل سوز وگداز، ان کی آنکھیں وقف گریہ اور ان کی زبانیں وقف ذکر اور وہ سرتاپا مغموم اور ملول۔ یہ ہیں مسلمان اور یہ ہے مسلمانوں کا محرم۔ آخر محرم میں ہوا کیا؟

محرم میں ہوا کیا؟ سننا ہو تو جگر تھام کے بیٹھو اور سنو۔ دنیا کے سب سے بڑے محسن، سب سے بڑے ہمدرد، سب سے

بڑے پیشوا اور سب سے بڑے اللہ والے کا بھرا گھر اجڑ گیا۔ ہرا بھرا باغ ویران ہوگیا۔ خاندان کا خاندان مٹا دیا گیا۔ خانماں برباد کردیا گیا۔ کنبہ کا کنبہ تہہ تیغ کردیا گیا۔ پرایوں نے نہیں اپنوں نے دعوت دی، ایک کنبہ والے کو بلوایا جنگل میں گھیر لیا۔ فاقوں سے رکھا۔ بوند پانی کو ترسایا۔ اس کنبے کے جوانوں کو نیزے سے گھائل کیا، بچوں اور شیر خواروں کو تیروں کا نشانہ بنایا۔ بوڑھوں اور بزرگوں کو قتل کیا۔ ان کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے۔ مٹی دینے کے بجائے انہیں روند دیا۔ ان کے خیمے لوٹے، ان کے سامان چھینے، ان کے زیور اتار لئے، ان کی عورتوں کی چادریں چھینیں اور انہیں رسن بستہ کرکے دربدر پھرایا۔ شہر شہر لئے پھرے اور تین مہینے تک ان بیکسوں اور مظلوموں پر وہ ستم توڑے جو زمانے کے کان نے کبھی نہ سنے ہوں گے۔ یہ سب ظلم وستم ہوئے تو صحیح مگر ہوئے کس پر؟ یہ جفائیں کی گئیں تو کس پر؟ خیمے لوٹے تو کس کے؟ زیور اُتارے تو کن عورتوں کے؟ تیروں سے چھلنی کیا تو کس کو؟ تلواروں کے گھاٹ اتارا تو کن کو؟ پانی سے ترسایا تو کس کو؟ فاقے سے رکھا تھا تو کس کو؟ نوجوانوں کو تہہ تیغ کیا تھا تو کس کے؟ آخر وہ کون تھا جس پر اور جس کے خاندان پر اتنے ناگفتہ بہ مظالم کے پہاڑ توڑے گئے؟

سنو! یہ اسی ہستی کی داستان ہے جو اس زمین پر اور اس آسمان کے نیچے سب سے بڑا مظلوم، سب سے بڑا بیکس اور سب سے بڑھ کر بے خطا اور معصوم تھا۔ یہ اس ہستی کا مرثیہ ہے جو نہایت بے دردی اور نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کردیا گیا۔ یہ اسی ہستی کا ماتم ہے جس پر ماتم کرنے کو مسلمان اپنا دھرم اور ایمان جانتا ہے۔ یہ اس شخص کا ماتم ہے جس کو آسمان جانتا ہے، زمین جانتی ہے، آسمان کا ہر ستارہ پہچانتا ہے، مہر وماہ جانتے ہیں اور زمین کا ہر ذرہ جانتا ہے۔ یہ اس فرد کا ماتم ہے جو فرد فرید تھا، مرد وحید تھا، جس کو مشرق جانتا ہے اور جس کو مغرب پہچانتا ہے، جس کو مکہ جانتا ہے اور مدینہ جانتا ہے، جس کو بطحا جانتا ہے اور یثرب جانتا ہے۔ یہ اس کا غم ہے جس کو عرب جانتا ہے اور عجم پہچانتا ہے، ہند جانتا ہے اور چین جانتا ہے۔ یہ اس کا ماتم ہے جو مشرق میں مشہور اور مغرب میں معروف ہے۔

یہ اس کی صف ماتم ہے جو سراپا غم والم ہے۔ یہ اس کی عزاداری ہے جو تصویر عزا ہے۔ یہ اس کی عزاداری ہے جس کی عزاداری ہر ایمان والے کا فرض اور ہر اہل دل کا ایمان ہے۔ یہ اس کی بزم عزا ہے جو ایمان کا کعبہ، کعبہ کا کعبہ، قبلہ کا قبلہ بلکہ روح روان کعبہ وقبلہ ہے۔ یہ گریہ وزاری اس کے لئے ہوا کرتی ہے جس نے اپنی جان دے کر اسلام کو زندہ کیا، جس نے اپنا تن من نثار کر کے ایمان تازہ کیا، جس نے اپنی آبرو نچھاور کرکے دین کی آبرو رکھی اور جس نے اپنا سر دے کر اسلام کا سر اونچا کردیا۔ یہ اس کی عزاداری ہے جس کی عزاداری فطری ہے۔ یہ اس کا غم ہے جس کا غم پیغمبروں کو رہا، فرشتوں کو رہا، جنات کو رہا، ابرار کو رہا، علماء کو رہا، فقراء کو رہا، اپنوں کو رہا اور پرایوں کو رہا۔ یہ وہ مظلوم ہے جس پر زمانہ رویا، آسمان رویا، زمین روئی اور قیامت رو رہی ہے۔ رونے والے آج بھی اس پر رو رہے ہیں اور تاقیامت روتے رہیں گے بلکہ حشر میں بھی اس بیکس کو دیکھ کر رونے کا ایک حشر بپا ہوگا۔

بھائی! یہ اس کا ماتم ہے جو بہتر سے بہتر تھا، جو برتر سے برتر تھا، جو پاک سے پاک تھا، جو اشرف تھا، جو اطہر تھا، جو اعلیٰ تھا، جو اولیٰ تھا، اور جو امام تھا، مولیٰ تھا۔ یہ اس کا غم والم ہے جو مظلوم تھا، بے قصور تھا، بے عیب تھا، بے جرم تھا، بے مثل تھا، بے کس تھا، بے بس تھا، بے یار ومددگار تھا مگر محبوب پروردگار تھا۔ یہ اس کا شیون ہے جو مسافر تھا، بھوکا تھا، پیاسا تھا، مجروح تھا، زخمی تھا اور تنہا تھا۔ یہ اس کا دکھ ہے جس کے دکھ سے مسلمان متاثر، نامسلمان متاثر، ملائکہ متاثر، جنات متاثر، انبیاء متاثر، اولیاء متاثر، آسمان متاثر، زمین متاثر، چاند اور سورج متاثر ہیں۔ اس غم والم کا اثر انسان پر نہ ہو اور پھر وہ مسلمان بھی ہو!!!

یہ وہ عزاداری ہے جو چودہ صدیوں سے برابر جاری ہے۔ یہ وہ ماتم ہے جو آج تک چلا آرہا ہے۔ یہ وہ عزاداری ہے جو دبائے نہ دب سکی، جو مٹائے مٹ نہ سکی۔ بادشاہتیں اس کے مٹانے کی

در پے ہوگئیں مگر خود مٹ گئیں۔ سلطنتوں نے اس کی بیخ کنی میں اپنی طاقتیں صرف کردیں مگر ساری طاقتیں سلب ہوگئیں۔ بڑے بڑے بادشاہ اس کے پامال کرنے کو اٹھے مگر خود پامال ہوگئے۔ بڑے بڑے معاندا سے کچلنے کھڑے ہوئے مگر بالآخر اپنی قبروں میں چپ چاپ سورہے۔ مگر یہ ماتم جوں کا توں سالہا سال سے برابر جاری ہے۔ بڑے بڑے سرکشوں نے اس کے خلاف سراٹھائے، مگر سرنگوں ہوگئے، بڑے بڑے مجاہدوں نے اس کے خلاف علم جہاد بلند کئے مگر ان کے علم آخر کار جھک گئے۔ بڑے بڑے اہل علم نے اس کی انسداد کی ترغیب وتحریص کی، ترہیب کے سارے مدارج طے کردئے، بڑے بڑے فتوے نکالے، بڑی بڑی کتابیں اس کے خلاف لکھی گئیں مگر سب کی سب ناکام رہیں اور یہ ماتم برابر جاری رہا۔ ہزاروں عزاداروں کو سولیاں دی گئیں، ہزاروں ماتمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا مگر یہ ماتم بند نہ ہوا، اور یہ عزاداری بند نہ ہوئی۔ جتنا دبایا، وہ اتنی ہی ابھری۔ جتنا مٹایا، وہ اور بڑھتی گئی۔ معلوم ہوا کہ اس میں صداقت ہے، حقانیت ہے، اور اس میں للّٰہیت ہے۔ صداقت مٹ نہیں سکتی، حقانیت فنا ہو نہیں سکتی، للّٰہیت کا استیصال محال ہے۔ یہ صداقت تا قیامت یوں ہی رہے گی اور مٹائے نہ مٹے گی۔

اس عزاداری کی صداقت ظاہر ہوگئی۔ اس ماتم کی حقانیت صاف ہوگئی مگر پھر بھی یہ نہ معلوم ہوا کہ آخر وہ کون صداقت شعار ہے جس کا ماتم سالہا سال سے کیا جارہا ہے؟ وہ کون اللہ والا ہے جس کا غم والم تازہ بتازہ ہے؟ وہ کون ہے جس کی یاد ایمان کو تازہ کئے دیتی ہے؟ وہ کون ہے جس کا نام دلوں میں ولولہ پیدا کئے دیتا ہے؟ وہ کون ہے جس کا ذکر قلوب کو متاثر کئے دیتا ہے؟ وہ کون ہے جس کی یاد تڑپائے دیتی ہے؟ وہ کون ہے جس کا نام روحانی طاقت پیدا کردیتا ہے۔ وہ کون ہے جس کے نام پر اپنے قربان اور پرائے نثار ہورہے ہیں؟ وہ کون ہے جس کے نام میں یہ اثر ہے کہ یارواغیار کے آنسو نکل پڑتے ہیں؟

بتادوں وہ کون محسن عالم ہے؟ بتادوں وہ کون یگانہ زمانہ ہے؟ بتادوں وہ کون روح اسلام ہے؟ بتادوں وہ کون جان ایمان ہے؟ بتادوں وہ کون امام ملت ہے؟ بتادوں وہ کون محسن اسلام ہے؟ تو سنو اور کان کھول کر سنو! وہ محسن عالم ہے وہ محسن اسلام ہے، وہ محسن انسان ہے، وہ محسن ملت ہے اور محسن قوم بھی ہے۔ وہ محسن قوم یوں ہے کہ اس نے اپنی قوم کو زندہ کردیا۔ وہ محسن ملت یوں ہے کہ اس نے ملت کو ''بدملت'' کے ہاتھوں سے بچایا۔ وہ محسن انسان یوں ہے کہ اس نے انسان کو زندہ رہنا بتایا۔ وہ محسن اسلام یوں ہے کہ اس نے اپنی جان دے کر اسلام کو زندہ کردیا۔ وہ محسن عالم یوں ہے کہ اس نے عالم کو استبدادیت کے کچلنے کا سبق سکھایا۔ وہ اپنی قوم کا امام ،اپنی ملت کا امام، اپنے دین کا امام بلکہ عالم کا امام ہے۔ وہ اپنی قوم کا پیشوا بھی ،اپنی ملت کا پیشوا بھی، انسان کا رہنما بھی اور عالم کا رہنما بھی۔ وہ عملی انسان بھی اور بین الملی انسان بھی۔ وہ حامل کتاب بھی اور پابند کتاب بھی۔ وہ صامت بھی، وہ ناطق بھی، وہ انبیاء کا وارث بھی، وہ اولیاء کا پیشواء بھی، وہ خاتم کی نشانی بھی، وہ نبوت کا نشان بھی، وہ عالم کا امام بھی، وہ محبوب قلوب بھی، وہ عزیز القلوب بھی، وہ غریب الغرباء بھی وہ سید الشہدؑاء بھی، وہ بنائے لاالٰہ بھی اور وہ نوائے محمدؐ رسول اللہ بھی۔

اس پر بھی پوچھتے ہو کہ وہ کون ہے؟ تو سنو، ملک عرب کا نام تو سنا ہوگا۔ عرب ایک بڑا صحراوی ملک ہے جو ایشیا کی مغربی سرحد پر واقع ہے اور جس کے ساحل پر دریائے احمر لہریں ماررہا ہے۔ عرب کے معنی ہیں صحرا کے اور سرزمین عرب اکثر و بیشتر صحرا ہی صحرا ہے۔ بانیٔ کعبہ حضرت ابراہیمؑ کے فرزند اکبر حضرت اسمٰعیلؑ اور آپ کے بعد آپ کی اولاد حجاز میں آباد ہوئی اور ظہور پیغمبر آخرالزماں کے وقت عرب کے اصلی باشندے صرف عدنانی اور قحطانی تھے۔ قحطانی قبیلہ کی تین شاخیں، قضاعہ، کہلان اور ازدحمیر تھے اور بنی عدنان صرف دو خاندان یعنی بنی خندف اور بنی قیس پر منقسم تھے۔

حضرت اسمٰعیلؑ کے بارہ فرزند تھے۔ ان میں سے قیدار کی اولاد حجاز میں آباد ہوئی اور بہت پھیلی، قیدار کی اولاد میں عدنان بہت مشہور ہیں اور ہمارے پیغمبر آخرالزماں انہی کی اولاد سے ہیں۔

عدنان سے حضرت اسمٰعیلؑ تک چالیس نام ہیں اور عدنان

سے آنحضرتؐ روحی فداہ تک بیس نام ہیں، یعنی آنحضرتؐ سے حضرت اسمٰعیلؑ تک ساٹھ نام ہیں۔ آنحضرت کا خاندان شرافت نسبی کے لحاظ سے اباً عن جدٍ معزز اور ممتاز چلا آتا ہے مگر جس شخص نے اس خاندان کو قریش کے لقب سے ممتاز کیا، وہ نضر بن کنانہ تھے۔ نضر کے بعد فہر اور فہر کے بعد قصی بن کلاب نے بڑی عزت اور بلندی حاصل کی۔ قصی نے جلیل کی صاحبزادی حبّی سے شادی کی اور جلیل نے مرتے وقت کعبہ کی تولیت قصّی کے سپرد کی اور اس روز سے یہ منصب ان کو حاصل ہوا۔

قصیؔ کے ۶ فرزندوں میں عبدمناف کو کعبہ کی تولیت اور قریش کی ریاست حاصل ہوئی اور انہیں کے سلسلے میں ختم نبوت کی عظمت بھی آنحضرت پر ختم ہوئی ۔ عبدمناف کے ۶ فرزندوں میں ہاشم بڑے صاحب صولت اور بااثر تھے۔ ہاشم نے بنی جار کی ایک حسین وجمیل دوشیزہ سے جس کا نام سلمٰی ہے عقد کیا اور ان سے ایک فرزند ہاشم کے بعد پیدا ہوئے، ان کا نام شیبہ رکھا گیا۔ ہاشم کے بعد ان کے بھائی مطلب مدینہ روانہ ہوئے اور اپنے بھتیجے شیبہ کو جو ۸ سال کی عمر میں تھے مکہ معظّمہ لے آئے اور وہ عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہوئے۔

عبدالمطلبؑ کے دس بیٹوں میں سے حضرت عبداللہؑ جناب رسالتمآبؐ کے والد ماجد اور حضرت ابوطالبؑ جناب امیرؑ کے والد حقیقی برادران اور حضرت حمزہؓ وحضرت عباس وغیرہ حضرت عبداللہ کے علاتی برادران ہیں۔

حضرت عبداللہؑ کا عقد حضرت آمنہ خاتونؑ سے ہوا اور وہ جب حمل سے تھیں حضرت عبداللہؑ کا انتقال ہوگیا اور وہ دریتیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی مقدس باپ اور اسی بزرگ ماں کے قرۃ العین ہیں۔

حضرت ابوطالبؑ کے عقد میں عبدالمطلبؑ کے بھائی اسد کی صاحبزادی فاطمہؑ آئیں اور ان سے طالبؑ، عقیلؑ، جعفرؑ، اور علیؑ پیدا ہوئے۔ اور حضرت علیؑ کو آنحضرتؐ نے اپنی آغوش میں لے رکھا اور اپنی ہی نگرانی میں ان کی تعلیم وتربیت فرمائی اور اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہراؑ کا عقد حضرت علیؑ کے ساتھ فرمادیا۔

حضرت علیؑ اور سیدۂ عالمؑ کے دو فرزند اور دولڑکیاں ہوئیں۔ فرزندوں کے نام حسنؑ اور حسینؑ، اور لڑکیوں کے زینبؑ اور ام کلثومؑ ہیں۔ حضرت فاطمہ زہراؑ کے یہ چاروں نور نظر آنحضرتؐ کی آغوش میں پلے۔ خصوصاً دونوں نواسوں کو آپ اپنے فرزندان خاص فرماتے اور انہیں بہت چاہتے تھے۔ (اصابہ واستیعاب) نانا ان دونوں نواسوں کو اپنی جان سے عزیز اور اپنے کلیجہ سے لگائے رکھتے تھے اور بیحد پیار والفت فرماتے رہے، خدا کی عبادت تک میں بھی یہ نواسے دوش پیغمبرؐ سے الگ نہ ہوتے تھے۔ یہ پیار، یہ الفت، یہ محبت، یہ والہانہ مودّت تاریخ میں اور کہیں نظر نہیں آتی۔ ان دونوں نواسوں میں بھی چھوٹے نواسے حسینؑ کی طرف حضرت کا رجحان زیادہ تھا۔ آخر کار ان کی ۶ سال کی عمر میں نانا کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور ان کی غمزدہ والدہ سیدۂ عالمیاں غم والم سہتی سہتی دو مہینے کے اندر جنت کو سدھاریں اور ان کے باپ بھی آخر کار ۴۰ھ میں بنی امیہ کی تیغ ستم سے بحالت نماز شہید کردیے گئے۔

اب رہ گئے دو بھائی دو بہن ، ہمارے پیغمبرؐ کی رہی سہی نشانیاں، مگر ان کے مٹانے کی بھی کلمہ گویوں کو فکریں ہونے لگیں، آخر ۵۰ھ میں اموی بادشاہ معاویہ بن ابی سفیان کے ایماء سے ہمارے پیغمبرؐ کے بڑے نواسے حسنؑ کو زہر دے کر سلادیا گیا۔ اور ہمارے نبیؐ کی آخری یادگار اور واحد نشانی یعنی حسینؑ کو بھی ان ہی کلمہ گویوں نے یزید بن معاویہ کے حکم پر کربلا کے مقام پر ان کے بال بچوں سمیت بے آب ودانہ ۱۰ محرم ۶۱ھ کو شہید کیا۔ شہداء کی لاشوں کو پامال کیا۔ ان کی مخدرات عالیات کو بے پردہ اور رسن بستہ اونٹوں پر سوار کر کے کربلا سے کوفہ ودمشق لئے لئے پھرائے گئے۔ یہی تھا جو محرم میں ہوا۔

اسی دلگداز سانحہ پر اہل ایمان سال کے سال روتے ہیں، ماتم کرتے ہیں، ہر سال محرم میں مجالس عزا برپا کرتے اور گریہ وفغاں کرتے رہتے ہیں، حسینؑ نے تو بڑی ہنسی خوشی کے ساتھ اسلام کے لئے جان دے دی۔ مگر رسولؐ کو قبر میں رلادیا۔ انبیاءؑ کو

رلایا۔ فرشتوں کو رلایا۔ جنات اور اولیاء کو رلایا۔ بلکہ ساری دنیا کو رلایا اور آج بھی رلا رہے ہیں۔ حسینؑ کی محبت ہر دل میں، حسینؑ کا عشق ہر سینہ میں، حسینؑ کا سوز ہر جگر میں، حسینؑ کی یاد ہر سینہ میں حسینؑ کا غم ہر من میں، حسینؑ کا ذکر ہر لب پر، حسینؑ کا نام ہر زباں پر اور حسینؑ کا تصور ہر دماغ میں ہے۔ ان کے لئے ہر شخص گریاں، ہر آنکھ گریاں، ہر دل گریاں اور ہر زبان گریاں ہے۔ ہر وقت حسینؑ حسینؑ اور ہر لحظہ حسینؑ حسینؑ کی آواز۔ حسینؑ دوستوں ہی کے نہیں بلکہ دشمنوں کے بھی دوست ہیں۔ کیوں نہ ہوں۔ حسینؑ کل جگ کے دوست اور کل جگ حسینؑ کا دوست ہے۔

اب ذرا حسینؑ بن علی کے چند صفات، عادات، اطوار اور فضائل و مناقب بھی سنتے جائیں۔

حسینؑ کے باپ

حضرت علیؑ آنحضرتؐ کے حقیقی چچازاد برادر حضرت ابوطالبؑ کے چوتھے فرزند آنحضرتؐ کی پھوپھی فاطمہؑ بنت اسد کے قرۃ العین تھے۔ حضرت ابوطالبؑ اور ان کی بی بی فاطمہؑ بنت اسد نے آنحضرتؐ کی پرورش کس دل جوئی، محبت، خلوص اور ایثار نفسی سے فرمائی اس کی جھلک آنحضرتؐ کے فرمودہ الفاظ امی بعد امیؑ سے نظر آجاتی ہے۔

حضرت علیؑ نے مہد سے تا وفات پیغمبر عالم رسولؐ کی گود میں، رسولؐ کی نگرانی میں، رسولؐ کی معیت میں، رسولؐ کی دن رات کی صحبت میں، رسولؐ کے گھر پر گذاری۔ اور اسی مبارک دور میں علیؑ کو جو کچھ ہونا تھا وہ سب کچھ ہو گئے اور جو بھی بننا تھا وہ بن چکے۔ ادھر فطرت پاکیزہ اور ادھر صحبت پاکیزہ، پھر تو علیؑ کا کیرکٹر وہ کیرکٹر بنا کہ آنحضرت کے بعد اعلیٰ و اولیٰ درخشاں اور تابندہ رہا اور آسمان عظمت پر آنحضرت خورشید درخشاں اور علیؑ ماہ تاباں نظر آرہے ہیں۔ اسی کیرکٹر اور فنا فی الرّسول ہونے پر پیغمبرؐ نے فرمایا بھی علیؑ علیہ السلام نظیری اور اسی بلندی و رفعت مرتبت کے بنظر ارشاد فرمایا ما انزل اللہ یاایھاالذین أمنواالاوعلی امیرھا واشرفھا (صواعق محرقہ صفحہ ۷۶)

حضرت علیؑ اپنے والد کی جانب سے بھی ہاشمی و قرشی اور اپنی والدہ کی طرف سے بھی ہاشمی و قرشی، آنحضرتؐ اور علیؑ دونوں مطلبی، دونوں ہاشمی اور قرشی، جس کی وجہ سے آنحضرتؐ نے فرمایا بھی انا و علیؑ من شجرۃ واحدۃ (مستدرک حاکم) اور نیز بہ لحاظ حقیقت بھی آنحضرتؐ اور علیؑ نور واحد ہیں جس کی شہادت احادیث مرویہ امام احمد بن حنبل، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابن مردویہ، خطیب ص ۱۲۹/ حافظ ابن عساکر تاریخ دمشق ص ۳۹۱/ وغیرہم سے عیاں ہے۔ حضرت علیؑ کو حق سبحانہ نے نص قرآن سے اور پیغمبرؐ نے اپنے ارشاد گرامی سے نفس پیغمبرؐ فرمایا اور اس کی تصدیق احادیث **انفسنا محمد و علی ابنا ئنا الحسن والحسین و نسائنا فاطمة** (صواعق صفحہ ۱۰۷) سے ہوتی ہے۔

حسینؑ کی والدہ

حسینؑ کی ماں کا نام فاطمہؑ اور القاب زہراؑ، سیدہؑ و بتولؑ ہیں۔ کمسنی کی عمر میں بے ماں کی ہو گئیں۔ باپ (حضرت رسولؐ خدا) نے سینہ پر رکھ کر پالا پوسا، سکھ پہنچایا آرام دیا اور بڑے چاؤ پیار سے پرورش فرمایا باپ بیٹی پر اور بیٹی باپ پر فدا تھیں۔

ہجرت کے پہلے سال علیؑ ابن ابی طالب سے بحکم خدا بیاہی گئیں اور اٹھارہ سال کی عمر میں راہی جنت ہو گئیں۔ پیغمبرؐ انہیں بہت چاہتے تھے۔ بہت پیار کرتے تھے اور یہ تھیں بھی ایسی ہی۔ ایسے باپ کی بیٹی ایسی ہی ہوتی ہے، ہو بہو باپ، باپ کی تصویر، باپ کی تنویر، باپ کی صورت، باپ کی سیرت، باپ کے اخلاق، باپ کے عادات۔ سب سے بڑی عارفہ، سب سے بڑی عابدہ، سب سے بڑی زاہدہ سب سے بڑی طاہرہ، سب سے بڑی معصومہؑ، اور سب کی سیدہؑ۔

پیغمبرؐ کا ارشاد گرامی ہے۔ میری بیٹی فاطمہؑ سیدہ نساء مومنین ہے۔ میری بیٹی فاطمہؑ سیدہ نساء اہل جنت ہے۔ اور میری بیٹی فاطمہؑ سیدہؑ نساء عالمین ہے۔ اور فرمایا میری بیٹی فاطمہؑ سید البشر کی دختر سید العرب کی زوجہ اور سید شباب اہل جنت کی والدہ ہے۔ اور فرمایا میری بیٹی فاطمہؑ حور جنت ہے، ہر طرح منزہ ہے۔ اور فرمایا فاطمہؑ میر الخت جگر ہے جس نے اس کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا پہنچائی۔ اور فرمایا میں نے فاطمہؑ ان کا نام اس لئے رکھا کہ

خدانے ان پراور ان کی اولاد پر تاقیامت آتش دوزخ حرام کردی ہے اور فرمایا افضل النساء فاطمہؑ اور اس کی ماں خدیجہ ہے (ابوداؤد) اور فرمایا خیر النساء فاطمہ بنت محمدؐ ہے (حاکم) فرمایا، اے علیؑ! تم کو تین باتیں ایسی ملی ہیں جو مجھ کو بھی نہیں ملیں۔ تم کو مجھ جیسا خسر ملا اور مجھ کو نہ ملا۔ تم کو میری بیٹی جیسی صدیقہ کبریؑ زوجہ ملی اور مجھ کو نہ ملی۔ اور تم کو حسنینؑ جیسے فرزند ملے اور مجھ کو نہ ملے۔ لیکن تم سب میرے ہی ہو اور میں تمہارا ہوں (بیہقی، طبرانی ودیلمی) اور فرمایا میری محبوب ترین اہلبیت میری پیاری بیٹی فاطمہؑ ہے (ترمذی وحاکم) اور فرمایا فاطمۃ بضعۃ منی فاطمہؑ میرا جزو ہے (ترمذی، حاکم) اور فرمایا فاطمہؑ تیرے غضب سے خدائے تعالیٰ کو غضب آتا ہے اور تیری مسرت سے خدا کو مسرت ہوتی ہے (طبرانی وحاکم) اور فرمایا میری بیٹی فاطمہؑ میری صورت اور میری سیرت دونوں رکھتی ہے (ابن عساکر) اور فرمایا میرے بعد سب سے پہلے داخل فردوس ہونے والے علیؑ وفاطمہؑ ہوں گے اور فرمایا میں میری بیٹی فاطمہ علیؑ اور حسنینؑ فردائے محشر ایک ہی مکان میں رہیں گے۔ (امام احمد بن حنبل) اور فرمایا میں نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو علیؑ بن ابی طالب سے بہ حکم خداوندی بیاہا ہے۔

جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے آنحضرتؐ کی وفات کے ستر دن کے بعد وفات پائی عاشیت بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبعین یوماً (استیعاب)

اولاد جناب سیدہؑ وجناب امیرؑ

جناب امیرؑ کے جناب سیدہ سے دوصاحبزادے اور دوصاحبزادیاں، امام حسنؑ ۳ھ میں وامام حسینؑ ۴ھ میں، حضرت زینبؑ ۵ھ میں وحضرت ام کلثومؑ ۶ھ میں پیدا ہوئے، جوان ہوئے اور کہل بھی ہوئے۔ جناب امام حسنؑ امیر معاویہ کی زہرخورانی سے ۴۹ھ میں شہید ہوئے اور مدینہ میں مدفون ہوئے۔ جناب سیدالشہداءؑ نے یزید بن معاویہ کے حکم کی تلوار سے عاشورائے محرم ۶۱ھ کو بمقام کربلا اپنے بھائیوں وبرادرزادوں اور فرزندوں کے ساتھ جام شہادت نوش فرمایا۔ حضرت زینب زوجہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؑ آپ کے ہمراہ کربلا میں رہیں، کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام اور شام سے پھر مدینہ لوٹیں اور مدینہ ہی میں بہ ایام امامت امام زین العابدین ۶۵ھ میں رخصت فرمائے عالم بالا ہوئیں۔ حضرت ام کلثومؑ محمد بن جعفر کے نکاح میں آئیں اور بیوہ ہونے کے بعد اپنے بھائی کے ساتھ کربلا تشریف لے گئیں اور کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام اور شام سے مدینہ واپس لوٹیں۔ جب مدینہ کی دیواریں نظر آنے لگیں تو روئیں اور یہ اشعار پڑھے:۔

مدینۃ جدنا لا تقبلینا فبالحسرات والاحزان جینا

خرجنا منک بالاھلین جمعا رجعنا لارجال ولا بنینا

نیز روز عاشور آپ نے ہی جناب امام ہمام کو شہزادۂ علی اصغرؑ کی پیاس دکھائی۔

قالت ام کلثوم یا اخی ان ولدک الاصغر ماذاق الماء منذ ثلاثۃ ایام فاطلب لہ من القوم (ینابیع المودۃ صفحہ ۳۴۶) ثم نادی الحسین یا ام کلثوم ویا زینب اخوتی ویا فاطمہ وسکینۃ ابنتی ویا رقیۃ وعاتکۃ والرباب ام لیلیٰ علیکن السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (ینابیع المودۃ صفحہ ۳۴۶) وکان اھل الکوفۃ ینالوف الاطفال بعض التمر والخبز فقالت ام کلثوم ان الصدقۃ علینا حرام (ینابیع المودۃ صفحہ ۳۵۱) قالت ام کلثوم یذیدابن معاویۃ احزنی ان ارفع راس اخی واقبلۃ وابکی علیہ فبکی الناس علیھا (ینابیع المودۃ صفحہ ۳۵۴) وودی ام کلثوم بنت فاطمۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن فاطمۃ علیھا الصلوٰۃ والسلام قالت انسیتم قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقولہ انت منی بمنزلت ھارون من موسیٰ (اخرجہ المحدث الشھیر ابو موسیٰ المدینی فی کتابہ المسلسل بالاسماء)۔

ان روایات سے واضح ہوا کہ سیدہؑ عالمین کے یہ چاروں نورنظر عہد معدلت مہد جناب ختمی مرتبت میں

تولد ہوئے۔ اہلبیت اور آل محمدؐ ہونے کے علاوہ شرف صحبت سے بھی ممتاز ہوئے اور بوڑھے ہو کر عالم بالا کو تشریف لے گئے۔ نسل سادات کرام جناب امام حسینؑ سے بکثرت اور امام حسنؑ کے صاحبزادے حسنؑ سے اس سے کم تعداد میں آج تک دنیا میں رہی ہے اور نو ائمہ معصومین علیہم السلام جناب امام حسینؑ شہید کربلا کی نسل ہی میں ہوئے۔

حسین علیہ السلام

سلالۂ شرافت، خلاصۂ نجابت اور لب لباب سیادت ہیں، قریش کو ان پر ناز، عرب ان سے ممتاز۔ بنی ہاشم کے چشم وچراغ، بنی مطلب کے نور چشم، آل محمد کے جاہ وحشم، نانا ان کے خاتم المرسلین محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب، دادا ان کے ابو طالب بن عبدالمطلب، باپ ان کے علی بن ابی طالبؑ اور ماں ان کی فاطمہؑ بنت محمد رسول اللہؐ۔

آنحضرت نے ان کی ولادت پر ان کا نام حسینؑ رکھا اور فرمایا ''ہارون کے فرزندوں کے نام شبیر وشبرؑ تھے اور میں نے اپنے بچوں کے حسنؑ وحسینؑ رکھے ہیں (بغوی از سلمان) اور یہ بھی فرمایا حسنؑ وحسینؑ بہشتی نام ہیں اور آج تک کوئی بھی ان ناموں سے واقف نہ ہوا (ابن سعد در طبقات)

ملا حسین کاشفی صاحب تفسیر حسینی اپنی کتاب روضۃ الشہداء میں حضرت انس بن مالک سے راوی ہیں کہ حسینؑ کی ولادت پر جبرئیل امین آئے بارگاہ رسالت میں مبارکباد پیش کی، پھر حریر کا ایک ٹکڑا گزارا جس پر لفظ ''حسین'' لکھا تھا اور آخر میں تعزیت بھی ادا کی۔ سرکار نے دریافت کیا تعزیت کا کون موقعہ ہے۔ عرض کیا جب آپ نہ رہیں گے اور علیؑ وفاطمہؑ بھی نہ رہیں گے، کلمہ گویان امت حسینؑ کو بے آب ودانہ میدان کربلا میں شہید کر دیں گے۔ یہ سن کر حضرت ختمی مرتبتؐ آبدیدہ ہوئے اور پوچھا حسینؑ پر روئے گا کون؟ حامل وحی نے عرض کیا: سرکار کی امت سال کے سال حسینؑ پر ماتم کرے گی اور حسینؑ پر روئے گی۔

مگر اس روایت کو نقل کرنے کے بعد ایک اہل حدیث نے اس کو کذب محض ٹھہرایا۔ اس لئے مجھے بھی اس کے نقل کی اس وقت تک جرأت نہ ہوئی جب تک میں نے ملفوظات حضرت فریدالدین گنجشکر مسمی بہ راحت القلوب کی مجلس بست ویکم میں اسی روایت کو دیکھ نہ لیا کہ حسینؑ کا ماتم آپ کی امت ہر سال کرتی رہے گی اور عاشورہ کے دن آہوان وحشی اپنے بچوں کو دودھ پلانے میں تردد کرتے رہیں گے وغیرہ۔

میری تشفی کے لئے حضرت باباصاحب کی یہ توضیح کافی سے زیادہ تھی مگر اعجاز حسینی بھی دیکھئے کہ حدیث مرفوع بھی اچانک نظر پڑی۔

ولابن علی فی امالیہ عن زیاد بن المنذر عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس انہ قال سأل علی ابن ابی طالب یوماً عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

انک لتحب عقلاً قال ای واللہ انی لاحبہ جبین جبالہ وحبا لحب ابی طالب لہ وان ولدہ یا اباالحسن سیقتل فی حب ولدک الحسین الذی تدمع علیہ عیون المومنین تصلی علیہ الملائکۃ المقربون ثم بکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی جرت دموعہ علیٰ صدرہ۔

جناب امیر نے آنحضرتؐ سے دریافت فرمایا کہ آیا سرکار کو عقیل سے بھی محبت ہے فرمایا: ہاں، ایک تو ذاتی اور دوسرے بوجہ محبت ابوطالب اور تیسرے اس وجہ سے بھی کہ عقیل کا ایک لڑکا میرے فرزند حسینؑ پر سے قربان ہوگا جس کے غم میں مومن روتے رہیں گے، جس پر ملائک صلوات پڑھتے رہیں گے۔ پھر آنحضرت نے اتنا گریہ فرمایا کہ اشکہائے مبارک آپ کے سینہ اقدس پر گرنے لگے۔

غالباً اب تو ''ماتم حسینؑ'' کے استمراری ودوامی ہونے پر معترضین کو کوئی معقول وجہ اعتراض نہ رہے گی۔

کنیت اور القاب

آنحضرت نے اپنی کمال محبت کی وجہ سے اپنے محبوب ترین فرزند کی کنیت ابوعبداللہ رکھی یعنی پیار سے حسینؑ کو اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ کے نام سے مکنّیٰ فرمایا۔ (یعنی میرے باپ کے باپ فرمایا کرتے تھے جس طرح اپنی شہزادی حضرت فاطمہؑ کو ام محمدؐ یعنی محمدؐ کی ماں فرمایا کرتے تھے۔

آپ کے القاب بے شمار ہیں جن میں سید، امام، شبیر، سبط اصغر، قرۃ العین، ریحان، طیب، زکی، رشید، مبارک، راضی برضا، مظلوم، تابع مرضات اللہ، صابر، ابن سعد، طبرانی، وابن ابی شیبہ، سید الشہداء الطبرانی وضیاء مقدسی از حضرت جابر) دلیل ذات باری۔ (بغوی)

نسب

ابوعبداللہ الحسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف، از جانب والد، اور حسین بن فاطمہؑ زہرا بنت سیدنا محمد رسول اللہ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف، از جانب مادر...... آپ خیر الوریٰ کے نواسے خیر البشر کے فرزند (احمد از جابرؓ وحاکم از ابن مسعود) اور خیر النساء کے جگر گوشہ ہیں (ابویعلی وحاکم) آپ اباًواماًوجداً خیر الاخیار ہیں۔

(طبرانی از ابن عباس)

ولادت

بروایات فریقین ۳؍شعبان ۴ھ بروز پنجشنبہ آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کی شہادت اور ولادت کی تاریخ میں مابین الفریقین کوئی اختلاف نہیں۔

نوید ولادت پر حضور تشریف فرما ہوئے، بیٹے کو گود میں اٹھایا، پیار کیا، داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی اور اپنی زبان منھ میں دی، ساتویں دن ختنہ کروایا اور دو بکروں کی قربانی کے ساتھ عقیقہ کیا گیا، بالوں کو چاندی کے ہم وزن فرمایا۔ چاندی خیرات کردی اور ایک گوسفند کی ران قابلہ (اسماء بنت عمیس) کو مرحمت فرمائی۔ (حاکم از سید نا علی)

اوصاف جلیلہ

کان عالماً بالقرآن عاملاً علیه زاهداً تقیاً نقیاً ورعاً جواداً فصیحاً بلیغاً عارفاً بالله ودلیلاً علی ذاته تعالیٰ (ابن ابی شیبه)

ذات ستودہ صفات، معدن حسنات، بے نظیر، بے عدیل اور بعید الصیت تھی ۔ عارف ربانی، آیت صمدانی، بخدا فانی وبخدا باقی، مظہر نبوت، آئینہ رسالت، جوہر محمدی، گوہر احمدی، آسمان امامت، مشرق شہادت اور مطلع ولایت تھے۔ اوصاف اوصاف احمدی، شمائل شمائل نبوی، اخلاق اخلاق ربانی، عادات عادات نورانی، زمین پر خلیفہ ربانی، آسمان پر مظہر صمدانی، اسلام کے مسیحا، ایمان کے ید بیضا، وارث رسول اللہؐ، نائب علی مرتضیٰ حقیقی معنوں میں تھے۔ امامت آپ پر نازاں، ولایت آپ سے درخشاں اور شہادت آپ پر قربان، اقطاب کے پیشوا، افراد کے خضر راہ اور اولیاء کے امام تھے، **کان الحسین السبط آیه من آیات الله** (ابن عربی) حسین علیہ السلام آیت ربانی تھے۔

فضائل

ان کے فضائل کیا جو سراپا فضل تھے۔ ان کے فضائل قرآن وحدیث ہیں۔ ان کی ہرادا سرچشمۂ فضیلت، ان کا ہر شیوہ اک شعبہ فضیلت، ہر فعل ان کا ایک فضیلت، ہر عمل ان کا ایک فضیلت، ان کے خلق معیار فضیلت، ان کے شمائل اعتبار فضیلت۔ ہم ان کی فضیلت کیا بیان کریں جو جانتے نہیں فضیلت کیا ہے۔ وہ ہمارے مولیٰ ہم ان کے نام لیوا، وہ ہمارے پیشوا، ہم ان کے اتباع، ہم ان کے کلمہ گو، ہم ان کے سایہ جو، ہم ان کے متبع، ہم ان کے غلام ہیں، ان کے کفش بردار، بھلا ہم ان کے فضائل کیا بیان کرسکیں گے۔

وہ مجسم حسنات، نیکیوں کے سرچشمہ، محاسن کے معدن، فضائل کے خزانہ، شمائل نبوی کے آئینہ، یہ فضائل تقسیم کرنے والے، یہ حسنات بانٹنے والے اور یہ درجات بخشنے والے۔ یہ امام، ہم غلام، یہ حسینؑ اور ہم خاک نعلین۔

آل محمد علیہم السلام

حسینؑ، حسینؑ کے بھائی حسنؑ، حسینؑ کے باپ علیؑ اور حسینؑ کی ماں فاطمہ زہراؑ جزو رسولؐ، روح رسولؐ، جان رسولؐ، نفس رسولؐ، جگر پارہ محمدؐ، سرشت محمدؐ، نور محمدؐ، اہلبیت محمدؐ، اور آل محمدؐ ہیں۔ نزول آیت تطہیر پر اور آیت مباہلہ پر زبان وماینطق عن الھویٰ نے انہیں چارتن کو الّٰھم ھو لاء آل محمد فرمایا تھا۔ اور اس جملہ کو اپنی زندگی بھر میں کئی مواقع پر علی رؤس الاشہاد دہرایا بھی اور حاضرین کے ہر وقت ذہن نشین کر دیا ہے کہ علیؑ وفاطمہؑ وحسنین ہی آل محمدؐ ہیں۔

ترمذی، ابن جریر طبری، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ طحاوی، بیہقی اور طبرانی نے ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت کی کہ جب آیت **انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا** نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے علیؑ وفاطمہ وحسنینؑ پر اپنی چادر اڑھائی اور فرمایا: خدایا یہی میری آلؑ اور میرے اہل بیتؑ ہیں۔

ابن ابی شیبہ، احمد بن حنبل، طحاوی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، بیہقی اور بن عساکر نے حضرت واثلہ بن اسقع سے یہی روایت کی اور اس میں **الھم ھؤلاء آل محمد** کا لفظ بھی ارشاد فرمانا مذکور ہے۔

الھم ھؤلاء الیٰ اور الّٰھم ھؤلاء اھلبیتی وہ فرامین نبوی ہیں جن کی حافظ عبدالرزاق، شیخ بخاری نے ابن ابی شیبہ، شیخ مسلم نے۔ احمد بن حنبل، شیخ بخاری و مسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ سے اور ابن مردویہ اور خطیب نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی ہے۔

ان حضرات قدس یعنی علیؑ وفاطمہؑ وحسنینؑ کو نہ صرف خداوند تعالیٰ نے بفحوائے آیہ فندع ابنائنا کے آل محمد میں شامل فرمادیا ہے بلکہ یہ حضرات حقیقی آل محمد تھے اس پر اضافہ یہ بھی ہوا کہ آنحضرت کے شرف صحبت دوامی سے اجلّ صحابہ میں ان کا شمار ہے۔ مزید براں اہلبیت محمدؐ میں بھی یہی محسوب فرمائے گئے ہیں، یعنی ان نفوس ذکیہ کی ہر فرد کو آل محمدؐ، اہلبیت محمد اور صحابی محمدؐ روحی فداہ ہونے کا سہ گونہ شرف حاصل ہے۔

احادیث فضائل

سنئے کہ آنحضرت روحی فداہ اپنے اس فرزند حسینؑ کی نسبت کیا فرماتے ہیں:۔

(۱) حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔

(طبرانی، ابن شاہین، شیرازی ابن عساکر از سیدنا علی وجابر و براء بن عازب)

(۲) محب حسین محبوب خدا ہے۔

(امام احمد بن حنبل از یعلی بن مرّہ)

(۳) عرش کے دو گوشوارے حسنینؑ ہیں۔

(طبرانی از عقبہ بن عامر)

(۴) حسنینؑ بہشتی جوانوں کے سردار ہیں۔

(احمد وترمذی، طبرانی ونسائی وحاکم، حدیث مشہور)

(۵) جبریل نے بشارت دی کہ میرے دونوں فرزند حسینؑ وحسنؑ بہشتی جوانوں کے سید ہیں۔

(بخاری از حذیفہ، احمد ترمذی، نسائی وحاکم از حذیفہ)

(۶) حسنینؑ میرے دو ریحان ہیں۔

(بخاری ترمذی از ابن عمر ونسائی از انس)

(۷) یہ دونوں میرے لخت جگر اور میری دختر کے نور نظر ہیں، خداوندا یہ میرے پیارے ہیں انہیں اور ان کے چاہنے والوں کو دوست رکھ۔

(بخاری، ترمذی ابن ماجہ وحاکم از یعلی بن مرہ)

(۸) جس نے انہیں دوست رکھا وہ میرا دوست ہے، جس نے ان سے دشمنی کی وہ میرا دشمن ہے۔

(احمد بن حنبل ابن ماجہ وحاکم از ابی ہریرہ)

(۹) خداوندا یہ میرے پیارے ہیں، تو بھی ان کو محبوب رکھ ان کے دوستوں کو دوست اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھ۔

(ترمذی از براء بن عازب وطبرانی از ابی ہریرہ)

(۱۰) جس نے حسنین کو محبوب رکھا وہ میرا محبوب ہے اور

میرا محبوب محبوب خدا ہے۔ جو محبوب خدا ہے وہ قطعی بہشتی ہے۔ جس نے حسنین سے دشمنی کی یا ان سے لڑائی کی وہ میرا دشمن ہے، میرا دشمن دشمن خدا ہے اور دشمن خدا کا ٹھکانا جہنم اور عذاب دوامی ہے۔ (حاکم وطبرانی از سلمان)

(۱۱) جنت کی زینت حسنؑ و حسینؑ ہیں۔

(طبرانی از عقبہ بن عامر)

(۱۲) حسنین اپنے باپ، اپنی ماں، اپنے نانا و نانی، اپنے چچا و پھوپھی اور ماموں و خالہ کے اعتبار سے بھی افضل امت ہیں۔ ان کے نانا محمدؐ ان کی نانی خدیجہ صدیقہ، ان کی ماں فاطمہ زہراؑ، ان کے باپ علی ابن ابی طالبؑ، ان کے چچا جعفر طیار، ان کی عمہ ام ہانی، ان کے ماموں قاسم بن محمد اور ان کی خالہ زینب، ام کلثوم ورقیہ ہیں۔ ان کے نانا جنتی ان کی نانی جنتی، ان کی ماں جنتی، ان کے باپ جنتی، ان کے چچا جنتی، ان کی عمہ جنتی، ان کے ماموں جنتی اور ان کی خالائیں جنتی اور یہ دونوں جنتی اور ان کے چاہنے والے جنتی۔

(طبرانی، ابویعلی وابن عساکر از ابن عباس)

(۱۳) محب حسینؑ محب محمدؐ ہے۔ (طبرانی از سیدنا علی)

(۱۴) حسینؑ میرا محبوب ہے تو بھی اس کو محبوب رکھ۔

(حاکم از ابی ہریرہ)

(۱۵) میرے اہل بیت میں حسنؑ و حسینؑ مجھے زیادہ محبوب تر ہیں۔ (ترمذی از انس)

(۱۶) سیدنا علیؑ، سیدہ عالمؑ اور حسنینؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔ تم سے لڑنے والوں سے میں لڑوں گا اور تمہارے چاہنے والوں کو دوست رکھوں گا۔

(ترمذی، ابن ماجہ طبرانی از زید بن ارقم)

(۱۷) حضرت عمر راوی ہیں حسنینؑ کو ایک دن راکب دوش پیغمبرؐ دیکھ کر میں نے کہا: سواری تو اعلیٰ ملی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: عمر! سوار بھی اعلیٰ ہیں۔ (عبدالرزاق)

(۱۸) حضرت یعلی بن مرہ کہتے ہیں: صاحبزادوں کو دوش پر دیکھ کر میں نے کہا کیا خوب سواری ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: سوار بھی تو خوب ہیں۔ (طبرانی از سلمان)

(۱۹) حضرت جابر نے حسنینؑ کو دوش اقدس پر دیکھ کر کہا سواری بہت ہی بہترین ہے، آنحضرتؐ نے فرمایا: سوار بھی تو بہترین ہیں۔ (ابن عساکر از حضرت جابر)

(۲۰) حضرت جابر نے آنحضرتؐ کو دیکھا کہ حسینؑ کو اپنی پشت پر بٹھائے ہوئے گھٹنوں اور ہاتھوں پر چل رہے ہیں اور فرماتے جا رہے ہیں: حسینؑ تمہارا اونٹ بھی یکتا اور تم بھی یکتا ہو۔

(ابن عدی وابن عساکر)

(۲۱) حضرت ابی ہریرہ راوی ہیں کہ آنحضرت حسینؑ کا ہاتھ پکڑے فرما رہے تھے: میرے نور نظر! آؤ میرے سینہ پر بیٹھو۔ حسینؑ اپنے پاؤں آنحضرتؐ کے ساق اطہر پر ٹیک دیتے اور آنحضرتؐ انہیں اٹھا کر اپنے سینہ مبارک پر بٹھا لیتے۔

(طبرانی)

(۲۲) عبداللہ بن زبیر راوی ہیں کہ آنحضرتؐ ایک دن سجدہ میں تھے اور حسینؑ آپ کی گردن مقدس پر بیٹھ گئے، آپ نے سجدہ سے سر اس وقت تک نہ اٹھایا جب تک حسینؑ اتر نہ گئے۔

(ابن جریر طبری)

(۲۳) ابن زبیر کہتے ہیں: میں نے بارہا دیکھا ہے کہ آنحضرت جب سجدہ میں ہوتے، حسینؑ آپ کی گردن مبارک پر بیٹھ جاتے تھے اور جب تک حسینؑ نہ اتریں آپ سجدے سے سر نہ اٹھاتے تھے۔ نیز بحالت رکوع حسینؑ آنحضرتؐ کے دونوں پاؤں کے درمیان کھڑے ہو جاتے اور آپؐ اپنے پاؤں اور کھول دیتے تھے۔ (ابن سعد در طبقات)

(۲۴) آنحضرتؐ نماز میں تھے حسینؑ کھیلتے کھیلتے مسجد میں آنکلے اور نانا کی گردن اقدس پر بحالت سجدہ سوار ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے سجدہ میں بڑی دیر لگائی۔ صحابہ نے بعد نماز عرض کیا: شائد سجدہ میں کوئی وحی نازل ہوئی ہوگی۔ فرمایا نہیں: بلکہ حسینؑ میری گردن پر تھے، ان کے اترنے کے بعد میں نے اپنا سر اٹھایا۔

(ابن ابی شیبہ، شیخ بخاری و مسلم از عبداللہ بن شداد)

(۲۵) حسینؑ مجھ سے ہے، میں حسینؑ سے ہوں، حسینؑ

اسباط بنی اسرائیل کی طرح میرا سبط ہے۔جس نے اس کو محبوب رکھا وہ خدا کا محبوب ہوگا۔ (ترمذی از یعلی بن مرہ)

(۲۶) سرکار ختمی مرتبت سیدۂ عالمؑ کے حجرہ پر جب بھی رونق افروز ہوتے ارشاد فرماتے: میرے بیٹوں کو بلاؤ، وہ آتے تو انہیں اپنی گود میں لیتے، سینہ سے لگاتے پیار کرتے اور ان کی خوشبو سونگھتے۔ (ترمذی وطبرانی از حضرت انس)

(۲۷) سیدالاولین والآخرینؐ حسینؑ کو اپنی زبان وحی ترجمان چوساتے اور خود حسینؑ کی زبان چوستے۔

(ابن سعد از حضرت عبدالرحمن بن عوف)

(۲۸) سرکار عرش منزلت حسینؑ کو اپنے پاس آتے دیکھتے تو فرماتے: میں نے تجھ پر سے اپنے فرزند ابراہیمؑ کو نثار کردیا۔ پھر انہیں اٹھا لیتے اور پیار کرتے۔ (ابن عباس)

(۲۹) آنحضرتؐ کو بارہا ارشاد فرماتے میں نے سنا کہ حسنؑ اور حسینؑ اور ان کی ذریت کے لئے تم تعظیماً اٹھا کرو۔

(ابن عساکر از حضرت انس)

نماز عصر کا ایک سجدہ آنحضرتؐ نے دیر تک کیا۔ میں نے سجدہ سے اپنا سر اٹھا کر دیکھا کہ حسینؑ دوش اقدس پر ہیں۔نماز کے بعد صحابہ نے عرض کیا: ایک سجدہ ذرا سا دراز ہوا۔فرمایا: حسینؑ میری پشت پر تھا، اس کے اترنے تک میں نے سجدہ سے سر نہیں اٹھایا۔

(احمد بن حنبل از عبداللہ بن شداد، عبداللہ بن عمرو، ابوسعید خدری)

(۳۱) دونوں صاحبزادوں کی گردنوں میں دو تعویذ جناب جبرئیل کے پروں کے رووَں کے ڈالے گئے تھے۔

(ابن حبان وخطیب وسیوطی از عبداللہ بن عمر)

مختصر یہ کہ بفحوائے حدیث صحیح **نحن اھل البیت لا یقاس بنا احداً** (طبرانی وابن مردویہ از حضرت انس)

پنجتن پاک کی عظمت وجلالت رفعت وعلویت وفضیلت اور علوئے مرتبت عنداللہ وعندالرسول مسلم ومصرح، ان کی محبت ایمان، ان کی مودت مغفرت اور ان کی الفت خدا اور رسولؐ کی قربت ہے۔

من و دست و دامان آل رسولؐ

ہر مسلمان کا وظیفہ رہے۔

(اشاعت اولیٰ ۱۹۵۷ء سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ ۲۲۵)

احسانِ حسین علیہ السلام

جناب سید خورشید حیدر خورشیدؔ جائسی

فی الحقیقت ہے زمانے میں یہ فیضان حسینؑ
رہ گئی انسانیت قائم بہ احسان حسینؑ
حضرت جبریل تھے گہوارہ جنبان حسینؑ
کوئی عالم میں نہیں لاریب ہم شان حسینؑ
"مجھ سے ہے شبیرؑ، میں شبیر سے ہوں" ہے حدیث
ذات ختم المرسلینؐ ہے خود ثنا خوان حسینؑ
دین نانا کا رہے زندہ ابد تک دہر میں
یہ تمنائے دلی تھی، تھا یہ ارمان حسینؑ
مٹ رہے تھے بانیٔ اسلام کے دیں کے نقوش
ہوگئی زندہ شریعت زیر دامان حسینؑ
عیش وعشرت چھوڑ کر حر شہؑ کے قدموں پر گرا
ہوگیا حاصل اسے جس وقت عرفان حسینؑ
جانور، مردم یزیدی فوج کے سیراب ہوں
اور عطش سے جاں بلب انصار و طفلان حسینؑ
دشمن جاں گر ندامت سے جھکا دے اپنا سر
بخش دو لِلّٰہ اس کو یہ ہے فرمان حسینؑ
قاسمؑ وعونؑ و محمدؑ اور علمدار سپاہ
اکبرؑ و اصغرؑ یہ تھے شیر نیستان حسینؑ
چند بچے، کچھ مسن، کچھ بیبیاں اور کچھ جواں
کربلا میں تھا یہی لے دے کے سامان حسینؑ
رنج میں، آلام میں، آفت میں، بھوک اور پیاس میں
کیا ثبات نفس تھا اور کیسی تھی شان حسینؑ
جان دے دی، دامن شبیرؑ سے لپٹے رہے
ایسے مرد با وفا تھے جاں نثاران حسینؑ
استغاثہ سن کے رن میں آگئے کس شان سے
کیوں کہ اصغرؑ کی رگ و پے میں ہے طوفان حسینؑ
اپنا سب کچھ دے کے روشن کردیا دیں کا چراغ
بجھ نہیں سکتی کبھی شمع فروزان حسینؑ
کردیا تاراج چن چن کر گلستان رسولؐ
ہونا تھا شاداب پھر اس کو بہ فیضان حسینؑ
سجدۂ آخرشہ دیں کا نہ ہو کیوں یادگار
خالق اکبر سے تھا یہ عہدوپیمان حسینؑ
سر کٹا کر گھر لٹا کر دین کو زندہ کیا
ملت اسلام ہے ممنون احسان حسینؑ
مقصد شبیرؑ کی تکمیل کا جذبہ لئے
کربلا تا شام زینبؑ تھیں بہ عنوان حسینؑ
منزلت خورشیدؔ کی نجم و قمر سے ہے سوا
فخر ہے اس کو کہ وہ ہے ازگدایان حسینؑ